Ihyāʾ alʿulūm, Vol.:22, Issue: 02,July-Dec 2022
PP: 7-14

OPEN ACCESS
Ihyāʾ alʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

سامی مذاہب میں مسیحا کا تصور: تحقیقی جائزہ

The concept of the savior in Semitic religions, a research review

Hafiz Abdullah Haroon
PhD Scholar,Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur
Email:Hafizabdullahharoon9@gmail.com

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan
Email:drirrc2010@gmail.com

Abstract

The concept of the Messiah (savior) is central to all theological religions, each believing that a time will be come when someone will deliver them from the troubles of the age and establish their kingdom over the whole world. The Messiah will come who will change the destiny of the believers of this religion and their rule and rule will be established in the whole world, although each religion explains the different meanings of the word Messiah, which concerns the believers of this religion. Represents the beliefs, this paper examines the concept of the Messiah in three major and popular religions Judaism, Christianity and Islam research to see what the concept and meaning of the Messiah is in each religion.

Keywords : savior, religions, world, believers, beliefs.

تمہید

تمام الہامی مذاہب میں مسیحا(نجات دہندہ)کا تصور بنیادی طور پایا جاتا ہے، ہر الہامی مذہب یہ سمجھتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ان کو زمانے کی مصیبتوں سے نجات دلانے اور پورے عالم پر ان کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے ایک مسیحا آئے گا جو اس مذہب کے ماننے والوں کی تقدیر بدل دے گا اور پوری دنیا میں ان کا دبدبہ اور حکمرانی قائم ہو گی، اگرچہ ہر مذہب لفظ مسیحا کے

CC BY

الگ الگ معنی و مفہوم بیان کرتا ہے جو اس مذہب کے ماننے والوں کے فکر و عقائد کی نمائندگی کرتا ہے، اس مقالے میں تین بڑے اور مشہور مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں مسیحا کے تصور کا تحقیقی طور پر جائزہ لیا گیا ہے کہ کون سے مذہب میں مسیحا کا کیا تصور اور مفہوم ہے۔

کلیدی کتب

تقابل ادیان سے متعلق مختلف کتب زیر مطالعہ رہیں جن کا موضوع بحث مذاہب کی تاریخ، عقائد و عبادات، معاشرتی تعلیمات اور مشترکہ اقدار ہے، مختلف مذاہب میں مسیحا کے تصور کا مفہوم اور اس کے دائرہ کار کے حوالے سے مستقلاً ان کتب میں کوئی بحث بندہ کی نظر سے نہیں گزری البتہ ضمنی اور جزوی طور پر نجات دہندہ کے تصور پر تحریرات موجود ہیں لیکن ان میں مختلف مذاہب میں مسیحا کے تصور کے الگ الگ معنی و مفہوم اور اس کی وسعت کے دائرہ کار پر بحث نہیں کی گئی۔

یہودیت عیسائیت اور اسلام

یہ کتاب مشہور و معروف محقق، شیخ احمد دیدات کی عالمی شہرت یافتہ کتاب " تقابل ادیان السماویہ "کا اردو ترجمہ ہے، اس کے مترجم مصباح اکرم ہیں اور ترتیب و تحقیق مفتی محمد وسیم اکرم القادری نے کی ہے، عبد اللہ اکیڈمی لاہور نے ۲۰۱۰ میں شائع کیا ہے، اس میں شیخ احمد دیدات نے تین مشہور مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی تاریخ، پس منظر، عقائد، معاشرتی تعلیمات قلم بند کی ہیں اور آخر میں اسلام کے ساتھ ان مذاہب کا تقابل کیا ہے، لیکن اس میں ان مذاہب میں مسیحا کے تصور و مفہوم پر بحث نہیں کی۔

بنیادی سوال تحقیق

مشہور الہامی مذاہب میں مسیحا کا تصور کس حد تک موجود ہے نیز مختلف مذاہب میں مسیحا کی تعیین اور معنی و مفہوم کیا ہے؟

منہج تحقیق

زیر نظر مقالے کا منہج تجریاتی ہے، جس میں مختلف مذاہب میں مسیحا کے تصور کے ارتقاء و وجود اور معنی و مفہوم کا جائزہ لیا گیا ہے۔

"مسیحا" کا لغوی معنی

" مسیحا" عبرانی زبان کے لفظ "مشیحا" سے عربی میں منتقل ہوا ہے، اس کے معنی چھونا، ملنا، ہاتھ پھیرنا وغیرہ ہیں، مسیح کے معنی ہیں جس پر خدا نے برکت کا ہاتھ پھیر دیا ہو، ازہری کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ " مسیح" تورات میں "مشیحا" سے تبدیل ہو کر آیا ہے جیسا کہ "موسیٰ" عبرانی میں "موشی" تھا[1]

یہودیت میں مسیحا کا تصور

یہودی تاریخ بہت تلخ اور مصائب و مشکلات سے عبارت ہے، جس قدر اہل یہود نے زمانہ کی سختیوں کو جھیلا اور جبر و

استبداد کا سامنا کیا شاید ہی کوئی قوم تاریخ میں ایسی گزری ہو جس نے یہودیوں سے زیادہ مصائب کا سامنا کیا ہو، اور یہ اہل یہود کے اعمال بد اور شریعت سے منہ موڑ لینے کی وجہ سے ہوا ہے، چنانچہ کتاب استثنا میں ہے:[۲]

"خداوند ان سب کاموں میں جن کو تو ہاتھ لگائے لعنت اور اضطراب اور پھٹکار کر تجھ پر نازل کرے گا جب تک کہ تو ہلاک ہو کر جلد نیست و نابود نہ ہو جائے، یہ تیری ان بد اعمالیوں کے سبب سے ہو گا جن کو کرنے کی وجہ سے تو مجھ کو چھوڑ دے گا" اللہ اور رسول کی تعلیمات سے منہ موڑ لینے اور بغاوت و سرکشی اختیار کر لینے کی اس کے علاوہ اور کیا سزا ہو گی کہ وہ ظلم کی چکی میں پستا رہے اور اس کی کوئی فریاد نہ سنی جائے، استثنا ہی میں ہے:[۳]

"اور جیسے اندھا اندھیرے میں ٹٹولتا ہے ویسے ہی تو دوپہر دن کو ٹٹولتا پھرے گا اور تو اپنے سب دھندوں میں ناکام رہے گا اور تجھ پر ہمیشہ ظلم ہی ہو گا اور تو لٹتا ہی رہے گا اور کوئی نہ ہو گا جو تجھ کو بچائے" مسلسل زمانے کی سختیوں اور محکومیت کی زندگی گزارنے کی وجہ سے یہودیوں میں مسیحا (نجات دہندہ) کا تصور پیدا ہوا، سب سے پہلے عبرانی بائبل میں مسیحا کے تصورات کی ابتداء ہوئی، یسعیاہ میں ہے:[۴]

"جو خورس کے حق میں کہتا ہوں کہ وہ میرا چرواہا ہے اور میری مرضی بالکل پوری کرے گا اور یروشلیم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ تعمیر کیا جائے گا اور ہیکل کی بابت کہ اس کی بنیاد ڈالی جائے گی"

کتاب یرمیاہ میں مزید ہے:[۵]

"اس کے ایام میں یہودہ نجات پائے گا اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کرے گا اور اس کا نام یہ رکھا جائے گا خداوند ہماری صداقت"

مسیحیت کی نظر میں یہودیوں کے مسیحا

عیسائیوں کے مطابق یہودی جس مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں وہ کوئی اور نہیں بلکہ یسوع مسیح علیہ السلام ہیں، یہی یہودیوں کے نجات دہندہ اور بادشاہ ہیں جس کو وہ برسوں سے انتظار کر رہے تھے، چنانچہ عیسائی محققین نے عہد جدید کی پہلی کتاب متی کی انجیل کا عہد قدیم کے ساتھ ربط ہی یہ بیان کیا ہے کہ چونکہ عہد قدیم میں یہودیوں کے بادشاہ اور مسیحا کا ذکر ہے تو متی کی انجیل میں یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ یہودی جس مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت عیسی علیہ السلام ہیں، اس انجیل میں مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کا بادشاہ اور مسیحا کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

انجیلِ متی میں حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں متی رسول کا یہ کہنا ہے کہ جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے تو پورب (جگہ کا نام) کے مجوسی ہیرودیس کے دربار میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا جو بادشاہ پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ ہم پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر اسے سجدہ کرنے آئے ہیں، یہ سن کر ہیرودیس بادشاہ اور یروشلیم کے لوگ پریشان ہو گئے اور اس نے یہودی کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ توریت کے مطابق مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہیئے؟ تو اس پر یہودی کاہنوں نے کیا جواب دیا؟ متی کی انجیل کا بیان ملاحظہ فرمائیے:

"انہوں نے اس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں، کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں، کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا"[٦]

اسلام کی نظر میں یہودیوں کے مسیحا

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودیوں کے مسیحا کی آمد کے انتظار اور مسیحا کے یہودی تصور کو یوں بیان فرمایا ہے:

"وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ"[٧]

"اور جب آئی ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (یعنی قرآن) تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو ان کے پاس ہے اور جو ان سے پہلے تھی۔ جبکہ وہ اس سے قبل اللہ سے کفار کے خلاف مدد مانگتے تھے (تو۔ لیکن جب مدد ان کے پاس آگئی تو ان لوگوں نے اسے پہچاننے کے بعد اس کا انکار کیا پس اللہ کی ایسے لوگوں پر لعنت ہے"

علامہ رازی تفسیر کبیر شان نزول بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کو اللہ نے یہودیوں کے رویوں کے بیان کرنے کے لیے نازل فرمایا۔ جو حضور سرور کائنات ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے مخالفین (بت پرستوں) کے مقابلے میں حضور ﷺ کے وسیلے سے فتح کی دعا مانگتے اور کہتے اے اللہ تجھے نبی امی کا واسطہ! ہماری مدد فرما اور ہمیں فتح یاب فرما۔

"أما قوله تعالى: وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا ففي سبب النزول وجوه. أحدها: أن اليهود من قبل مبعث محمد عليه السلام ونزول القرآن كانوا يستفتحون، أي يسألون الفتح والنصرة وكانوا يقولون: اللهم افتح علينا وانصرنا بالنبي الأمي. وثانيها: كانوا يقولون لمخالفيهم عند القتال: هذا نبي قد أظل زمانه ينصرنا عليكم، عن ابن عباس. وثالثها: كانوا يسألون العرب عن مولده ويصفونه بأنه نبي من صفته كذا وكذا، ويتفحصون عنه على الذين كفروا أي على مشركي العرب، عن أبي مسلم."[٨]

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی نظر میں یہودیوں کے مسیحا جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں حضور ﷺ ہیں، کیونکہ یہودی حضور اکرم ﷺ کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے تھے تب ہی تو آپ ﷺ کے وسیلے سے حالت جنگ میں دعائیں کیا کرتے تھے، لیکن جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو آپ کو پہچان لینے کے باوجود محض تعصب وعناد کی وجہ سے کہ آپ ﷺ بنو اسماعیل میں سے نبی بن کر آئے ہیں، آپ پر ایمان نہیں لائے۔

یہودیت کے ہاں ان کا مسیحا کون ہے

یہودیت میں مسیحا کے تصور کا اطلاق بادشاہوں پر ہوتا ہے، عہد ملوکیت میں جب یہودیوں کے پاس زمام اقتدار تھی اس وقت بادشاہ کو مسیحا سمجھا جاتا تھا پھر عہد محکومیت میں مسیحا کے تصور کو ایک نیا معنی حاصل ہوا اور اسے مستقبل کے ساتھ خاص کر دیا گیا کہ یہودیوں کا بادشاہ آئے گا جو پوری دنیا سے یہودیوں کو لا کر بیت المقدس میں جمع کرے گا اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کرے گا، اس وقت پوری دنیا میں سب سے مضبوط یہودی ہوں گے۔

یہ مسیحا کون ہو گا؟ بائبل کی کتاب زکریاہ میں ہے:

"اے بنت صیون تو نہایت شادمان ہو، اے دختر یروشلیم خوب للکار کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ صادق، حلیم اور نجات اس

کے ہاتھ میں ہے جو تیرے پاس آتا ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے، اور میں افرائیم سے رتھ اور یروشلیم سے گھوڑے کاٹ ڈالوں گا اور جنگی کمان توڑ ڈالی جائے گی اور وہ قوموں کو صلح کا پیغام دے گا جس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے انتہائی زمین تک ہو گی"[9]

تورات میں جو پیش گوئیاں حضرت عیسی ابن مریمؑ کے لئے ہیں یہودیوں کے ہاں اس سے مراد ہے کہ دجال کے آنے کی پیشن گوئی ہے، ریاست ہائے متحدہ اور یگون کے ایک امریکی سیاست دان اور سابق سینیٹر مارک ہیٹ فیلڈ نے ایک موقع پر کہا تھا "میں یہودیوں کا واپس آنا اس سرزمین مقدس پر ایسے دیکھتا ہوں جیسے مسیح (دجال) کے آنے کی آمد کی نشانی بیان کی جاتی ہے، پھر ایک ایسا مثالی معاشرہ قائم ہو گا جس سے تمام انسانیت فائدہ اٹھائے گی"

اگرچہ کہ مسیحی اور مسلمانوں کو بھی دنیا کے نجات دہندہ گاہ کا انتظار ہے لیکن یہودیت کے ماننے والوں کو اس کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں، یہودی اسرائیل کے قیام سے پہلے دعا کیا کرتے تھے "اے خدا یروشلم میں یہ سال" لیکن اب یہ دعا مانگتے ہیں کہ "اے خدا جلد بھیج دے ہمارا مسیحا"[10]

موجودہ زمانے میں رونما ہونے والے حالات و واقعات کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس بات کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہودی مسیحا (دجال) کی آمد کے حوالے سے کتنے بیدار ہیں اور کس قدر اس کی تیاریوں میں مصروف ہیں ان تیاریوں میں سے ایک پورے اسرائیل میں غرقد درخت کی بڑے پیمانے پر شجر کاری بھی ہے، غرقد درخت کے بارے میں اسلام اور یہودیت دونوں کا نظریہ ہے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے اور آخری جنگ میں یہودیوں کی مدد کرے گا اور ان کو چھپائے گا۔

مسیحا کا تصور عیسائیت میں

جس طرح یہودیوں کے ہاں مسیحا کے آنے کا تصور موجود ہے اسی طرح عیسائیت میں بھی یہ تصور موجود ہے، اور عیسائیت میں یہ تصور یہودیت سے آیا ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ یہودیت اور اسلام میں مسیحا کے تصور کا جو معنی و مفہوم لیا جاتا ہے عیسائیت میں وہ مراد نہیں ہیں۔

نجات دہندہ کا پہلا مطلب

مسیحیت میں نجات دہندہ کا ایک معنی تو یہ ہے کہ عیسائی حضرت عیسی یسوعؑ کو خدا کا بیٹا اور تثلیث کے تصور کو مانتے ہیں اور اسے انسانیت کے لیے نجات دہندہ سمجھتے ہیں لیکن نجات دہندہ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسانیت حضرت آدم علیہ السلام کی وجہ سے ازلی اور اصلی گناہ میں مبتلا تھی (والعیاذ باللہ) پھر خدا کو انسانیت پر ترس آیا تو خدا نے اپنے بیٹے (صفت کلام) کو مجسم کر کے دنیا میں بھیجا اور اس کے لئے مسیحؑ کا انتخاب کیا تاکہ یہ صولی چڑھ کر بنی آدم کے گناہ کا کفارہ بنے، چنانچہ مسیح علیہ السلام کی وجہ سے انسانیت کو اس گناہ سے خلاصی مل گئی اور حضرت عیسیؑ صولی چڑھ کر انسانیت کو اصلی گناہ سے نجات دلا گئے۔[11]

لیکن یہ نجات اور خلاصی ہر شخص کو نصیب نہیں ہوئی بلکہ تمام انسانیت سے مراد ہر مسیحی ہے اور ہر مسیحی سے مراد وہ ہیں جو بپتسمہ کی رسم میں شریک ہوتے ہیں، یہ عیسائیت میں داخلے کے لئے پہلی سیڑھی ہے جس پر ایمان کے بغیر عسائیت میں داخلہ

ممنوع ہے۔

نجات دہندہ کا دوسرا مطلب

عیسائیت میں "نجات دہندہ" کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں جو حضرت یسوعؑ کے حوالے سے پیش گوئیاں آئی ہیں ان میں سے کچھ تو مسیح علیہ السلام کی زندگی میں پوری ہوئی جیسے یہودیوں کے مسیحا اور بادشاہ کی پیش گوئی ہے، چنانچہ لوقا میں ہے:

"پیلاطس نے سوال کیا کیا وہ یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا تو خود یہ کہتا ہے"[۱۲]

یوحنا میں مزید ہے:

"اور پیلاطس نے صلیب پر ایک کتابہ لکھ کر لگایا، جس پر لکھا تھا کہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ناصری ہے، پس پیلاطس سے سردار کاہنوں نے عرض کیا کہ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں تو اسے یہودیوں کا بادشاہ نہ لکھ"[۱۳]

عیسائیوں کے مطابق یہودی جس مسیحا کا انتظار کر رہے تھے وہ یہی یسوع مسیح ہیں جو یہودیوں کے بادشاہ ہیں۔

مسیحا کا تصور اسلام میں

مسیحا کا تصور بنادی طور پر اسلام میں یہودیت کی طرح مستقبل کے بادشاہ کے طور پر لیا جاتا ہے، لیکن اسلام اور یہودیت کے تصور مسیحا میں فرق یہ ہے کہ یہودی دجال کو اپنا مسیحا مانتے ہیں اور مسلمان حضرت عیسی کو قیامت کے قریب آنے والا اور لوگوں کو بچانے والا مانتے ہیں جو قرب قیامت کے وقت مسلمانوں کے بادشاہ اور مسیحا سمجھتے ہیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام اور اسلامی نقطہ نظر

اسلامی تعلیمات کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام کو دو حیثیتیں حاصل ہیں، ایک ان کا نبی ہونا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول ہیں، جو مخلوق خدا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے اور ایک زمانے تک دنیا میں رہے اور پھر جب یہودیوں نے سازش کر کے آپؑ کو گرفتار کروا دیا تو رب کریم نے آپ کو زندہ و سلامت آسمانوں پہ اٹھایا نہ تو آپ مصلوب ہوئے اور نہ ہی آپ کو موت آئی۔

{وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (١٥٧) بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا }١٤

"اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا، جبکہ نہ ان کو قتل کیا گیا اور نہ وہ سولی پر لٹکائے گئے، بلکہ یہ بات ان پر متشبہ کر دی ان لوگوں کے لیے جو اس بارے میں اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں ان کے پاس گمان کے علاوہ کوئی علم نہیں، سچ بات تو یہ ہے کہ عیسیٰ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس بلوا لیا اور اللہ غالب و حکمت والا ہے"

حضرت عیسی علیہ السلام کی دوسری حیثیت یہ بیان ہوئی ہے کہ قیامت کے قریب زمانے میں آپؑ دوبارہ نازل کیے جائیں گئے اور دجال کو قتل کریں گئے اور پوری دنیا میں امن وامان قائم کریں گے اور مسلمانوں کے بادشاہ کے طور پر چالیس سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور حضور سرور کائنات ﷺ کے پاس روضہ انور میں دفن کیے جائیں گے، چنانچہ مسند ابویعلی میں امام ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوع وارد ہے:

"أنه سمع أبا هريرة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " والذي نفس أبي القاسم بيده لينزلن عيسى ابن مريم إماما مقسطا وحكما عدلا، فليكسرن الصليب، وليقتلن الخنزير، وليصلحن ذات البين، وليذهبن الشحناء، وليعرضن عليه المال فلا يقبله، ثم لئن قام على قبري فقال: يا محمد لأجيبنه "[حكم حسين سليم أسد] : إسناده صحيح۱۵

اسلام میں سیدنا عیسی ابن مریم علیہ السلام کو مسیحا جانا ہے، کیونکہ وہ قرب قیامت کے وقت نزول فرمائیں گے اور مسلمانوں اور عیسائیوں (جو اس وقت مسلمان ہو جائیں گے) پر حکومت کریں گے اور ہر طرف اسلام کا نام ہو گا اور اسلامی قوانین نافذ ہوں گے، لیکن اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی حیثیت ایک امتی کی ہو گی، وہ نبی آخر الزماں ﷺ کے امتی کے طور پر تشریف لائیں گے۔

خلاصہ کلام:

سامی مذاہب میں بنیادی طور پر کسی نہ کسی نجات دہندہ اور مسیحا کا تصور پایا جاتا ہے، یہودیت میں ابتداءً نجات دہندہ کا اطلاق کا وقت کے بادشاہوں پر ہوتا تھا، یہودیوں کے مطابق بادشاہ کو ایک خاص رسم کے تحت مسح کیا جاتا اسی لئے اسے مسیح کہا جاتا تھا، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب یہودی محکوم ہو گئے اور طویل مدت تک محکومیت و مہاجرت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے تو ان میں مسیحا کا تصور مستقبل کے بادشاہ کے طور پر پیدا ہوا جو ان کو محکومیت سے نجات دلا کر آزادانہ زندگی فراہم کرے گا اور پوری دنیا پر ان کی حکومت قائم ہو گی۔ عیسائیت میں نجات دہندہ حضرت عیسی یسوع مسیح علیہ السلام ہیں، یہی وہ سچے مسیحا اور یہودیوں کے بادشاہ ہیں جن کی عہد قدیم میں جابجا بشارتیں اور پیش گوئیاں کی گئی، عیسائی جس کو اپنا مسیحا اور نجات دہندہ تسلیم کرتے ہیں وہ مسیح ہے جسکا یہودیوں کو بھی انتظار ہے، ان کے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ یسوع نے اپنی جان دے کر لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں انسانیت کا نجات دہندہ کہا جاتا ہے۔ اسلام میں بھی مسیحا کا تصور پایا جاتا ہے، لیکن اس معنی میں نہیں جس معنی میں یہودی یا عیسائی لیتے ہیں بلکہ اسلام میں مسیحا حضرت عیسی علیہ السلام دوباری قریب قیامت دوبارہ آئیں گئے اور پ عدل و انصاف سے دنیا بھر دیں گے، اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل پیرا ہوں گے اور ایک عرصے تک پوری دنیا پر حکومت کرنے کے بعد وفات پا کر حضور ﷺ کے ساتھ روضہ اطہر میں مدفون ہونگے۔

نتائج بحث:

- یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں کسی نہ کسی درجہ پر مسیحا کے بارے میں تصور موجود ہے۔
- اسلام اور یہودیت میں مسیحا کا تصور مستقبل (آخری زمانہ) کے بادشاہ کے طور پر ہے البتہ مسیحا کے انتخاب میں فرق ہے۔
- عیسائیت میں مسیحا کا تصور اسلام اور یہودیت سے یکسر مختلف ہے اور وہ یسوع کا اپنی جان کے ذریعے کفارہ ادا کر کے بنی آدم کو اصلی گناہ سے نجات دلانا ہے۔
- اسلام اور عیسائیت میں مسیحا سیدنا عیسی ابن مریم علیہ السلام ہیں جبکہ یہودیت میں مسیحا دجال کہلاتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

١ ابن منظور، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: ٧١١هـ)،ط دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة - ١٤١٤ هـ ج٢ ص ٥٩٤

٢ استثنا ٢٠:٢٨

٣ استثنا ٢٩:٢٨

٤ يسعياه ٢٨:٤٣

٥ يرمياه ٦:٢٣

٦ متى ٦،٥:٢

٧ البقرة: ٨٩

٨ فخر الدين رازى، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: ٦٠٦هـ)، مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة - ١٤٢٠ هـ، ج٣، ص٥٩٨

٩ زكرياه ١٠،٩:٩

١٠ عاصم عمر، مولانا، تیسری جنگ عظیم اور دجال، ناشر الغازی ویلفیئر ٹرسٹ باغ آزاد کشمیر، ص١٠٩

١١ محمد تقی عثمانی، مفتی، عسائیت کیا ہے، ناشر دارالاشاعت کراچی، ص٤٥

١٢ لوقا ٣:٢٣

١٣ یوحنا ١٩،٢١:١٩

١٤ النساء: ١٥٧، ١٥٨

١٥ ابو يعلى موصلى، أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى: ٣٠٧هـ)، مسند ابى يعلى، المحقق: حسين سليم أسد، ط دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة: الأولى، ١٩٨٤، ج١١ ص٣٦٢، رقم الحديث ٦٥٨٤